تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ — إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ار

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

نمبر ۹۸	مورخہ ۱۷ ۔ جون ۱۹۲۴ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے ۔

۱۲ جون کو مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء اور دیگر اصحاب قادیان کے قریب کی نہر پر موضع رجادہ کے پاس نہانے کے لئے گئے ۔ جس پر آریہ سکول کے اُستادوں نے اردگرد کے سکھ دیہات میں یہ جھوٹی افواہ پھیلا دی کہ احمدی نہر پر گائے ذبح کرکے کھائینگے ۔ اس سے انکی غرض فساد کرانے کی تھی ۔ لیکن دیہاتی لوگوں نے عقل سے کام لیا اور صحیح حالات معلوم کرکے آریوں کے دھوکہ میں نہ آئے ۔

مولوی غلام محمد صاحب حکیم جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے اور نہایت مخلص احمدی ہیں ...

بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر از لنڈن)

عید مبارک

یہاں ۴ مئی بروز اتوار عید الفطر کی نماز پڑھی گئی ۔ نماز کے لئے اپنے باغ کے درختوں کے درمیان سبز گیاہ کے فرش کی ہموار مستطیل واقع ہے ۔ اس پر ایرانی قالین بچھا دئے گئے ۔ اور لنڈن کی مختصر مگر مخلص جماعت نے یہاں اپنے خدا کے سامنے قریباً ۱۶ گھنٹہ کے دن کے روزے رکھنے کے بعد نماز ادا کی ۔ مہمانوں کا کافی مجمع تھا ۔ اس ملک میں موسم کا اعتبار بہت کم کیا جا سکتا ہے ۔ چنانچہ صبح کو سورج چمک رہا تھا مگر نماز کے وقت بارش آگئی ۔ اور عین عالم بوندا باندی میں عید سعید کی نماز ادا کی گئی ۔ اور نماز کے بعد خطبہ ہوا جس میں اسلام کی تعلیم بیان کی گئی ۔ اور سلسلہ احمدیہ کی خصوصیت کا اظہار کیا گیا ۔ اور دعا کرنے کے بعد حاضرین ایک دوسرے کے گلے ملے ۔

نئے اشتہارات

عید کے دعوتی رقعوں کے علاوہ ہم نے اب کی مرتبہ لنڈن و مضافات کے ۴۴ اخباروں میں مسجد احمدیہ میں نماز عید ادا کئے جانے کا اعلان کیا تھا ۔ اور ریلوے اسٹیشن "پٹنی مشرقی" میں موزون جگہ پر ایک تختہ جس پر ضروری مضمون تبلیغ اور اسٹیشن کے راستہ کی ہدایات لکھی ہیں ۔ لگوا دیا گیا اور مختلف اخبارات میں اشتہار دینے کا ارادہ ہے تا لوگوں میں جو ایک غلط فہمی ہے وہ رفع ہو جائے ۔ عام طور پر یہ غلط فہمی ہے یا عمداً مشہور کر دیا گیا ہے کہ پٹنی میں ووکنگ کی ایک شاخ ہے ۔

جادو کے چراغ سے تقریر

دعوت لنچ اور چائے کے بعد ۸ بجے عاجز نے جادو ...

کے چراغ کی مدد سے تقریر کی۔ اور ۴۲ تصاویر دکھا کر سفر مغربی افریقہ اور اسلام اور سلسلہ عالیہ کی تعلیم، حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی۔ لیکھرام و ڈوئی کا مقابلہ۔ مسیح کی قبر کشمیر میں وغیرہ وغیرہ رعایت وقت کو مدنظر رکھ کر حاضرین تک پہنچائے گئے۔ بعض بہائی خیالات کے لوگ موجود تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کی کتاب دعاوی تعلیم عموماً انگریزی دی گئی۔ تقریر کے بعد ڈاکٹر آفتاب احمد اقبال صاحبزادہ ڈاکٹر اقبال نے سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلام پر ایک نہایت عمدہ تقریر کی۔ اور اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر قادیان کی تعلیم۔ قادیان کے اثر اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر کیا۔ اس تقریر میں مجھے جس بات سے زیادہ لطف حاصل ہوا۔ وہ یہ تھی۔ کہ ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کی صورت پردہ پر کھڑی ہے۔ اور دوسری طرف ملک محمود کمال جنجوعہ بی۔ اے آنرز (آکسن) بیرسٹرایٹ لا متعلم بی سی ایل حضرت کے الفاظ پڑھ رہے ہیں "میں نے اپنے تئیں لنڈن میں ایک منارہ پر کھڑے اور اسلام کی خوبیوں پر انگریزی زبان میں تقریر کرتے دیکھا" اللھم صل علی محمد وعلی عبدك المسيح الموعود"

گورنر نائیجیریا کا لیکچر

سرہیو کلفورڈ قابل و مدبر گورنر نائیجیریا کا ایک لیکچر بامداد چراغ جادو لنڈن میں ہوا موضوع تقریر "نائیجیریا و گولڈ کوسٹ کی آئندہ ترقی کے امکانات" تھا۔ قابل مقرر نے وہ تمام امور بتائے۔ جو آج تک حکومت نے زیر نظر رکھے اور ملک کی خوشحالی کا باعث ہوئے ہیں۔ اور آئندہ کے امکانات کا ذکر فرمایا۔ دوران تقریر میں شمالی نائیجیریا کے مسلمان امراء کے شرعی سزائیں دینے کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ "وحشیانہ سزائیں جن کا قرآن نے حکم دیا ہے۔ منسوخ کر دی گئی ہیں"۔ خاتمہ تقریر پر خاکسار نے پہلے تو ان اصلاحات اور اس ترقی کی طرف اشارہ کیا۔ جو نائیجیریا نے سرہیو کلفورڈ کے عہد حکومت میں کی ہے۔ اور جس کا میں شاہد عینی ہوں۔ اور پھر سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا کہ سلطنت کے مفاد متقاضی ہیں کہ اعلیٰ حکام سوچ کر بولا کریں۔ یہ دوسرا موقع ہے کہ سرہیو کلفورڈ نے "وحشیانہ" کا لفظ بولا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تیسری دفعہ ایسا نہ ہوگا۔ میں اس فقرہ پر سخت اعتراض کرتا ہوں۔ ہمارا یہ کام ہے کہ ہم دیکھیں۔ قرآن کریم نے کیا کہا ہے اس کے کیا معنے ہیں۔ گورنر موصوف نے اظہار افسوس کیا۔ اور کہا کہ مجھے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں

ناظرین "الفضل" کو مژدہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور قدر دانانِ اخبار "الفضل" کی نوازش سے کارکنان اخبار کو یہ توفیق نصیب ہوئی ہے کہ یکم جولائی ۱۹۲۴ء سے الفضل کو اس تقطیع پر شائع کر سکیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے الفضل کو شائع کرتے ہوئے پہلے سال رکھی تھی۔ چنانچہ نئی جلد سے اخبار انشاء اللہ ۲۰×۲۶ کے سائز پر شائع ہوگا اس طرح جہاں مضامین میں اضافہ ہو سکیگا۔ وہاں لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ بھی عمدہ لگایا جا سکیگا۔ اور اخبار کو دلچسپ و مفید بنانے میں پوری پوری سعی کی جائیگی۔ گو ترقی کی طرف یہ قدم اٹھانے میں مصارف بہت زیادہ ہونگے۔ لیکن باوجود اس کے قیمت اخبار میں اس امید پر کوئی اضافہ نہیں کیا جائیگا کہ احباب کرام بھی قدردانی میں ترقی فرمائینگے۔ اور نئے خریدار مہیا کر کے نئے اخراجات کو مشکلات کا باعث نہیں بننے دینگے ؂

ریلوے اسٹیشن

یہاں تبلیغ کا کام مشکل بھی ہے۔ اور آسان بھی۔ مشکل اس لئے کہ نتائج فوری نہیں ہوتے۔ اور بعض اوقات نتائج کا علم بھی نہیں ہوتا۔ اور احساس کرنے والی طبیعت کو یہ حالت دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے۔ آسان بھی ہے۔ وہ اس لئے کہ جہاں جائے۔ جس جگہ بیٹھے۔ اسے موقع ہے کہ کلام حق پہنچا دے۔ مثلاً ٹکٹ کلکٹر ٹکٹ دیکھ رہا ہے۔ میں اسے ایک ٹریکٹ یہ کہہ کر دے رہا ہوں کہ جس طرح تمہارا ٹکٹ دروازے میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے اسی طرح یہ ٹکٹ خدا کی رضا کے گھر میں داخل ہونے کی رہنمائی کرتا ہے۔ غرض ایسا ہی ہر جگہ موقع ہے۔

اس ہفتہ میں ایک ہندوستانی دوست کو جو سیاحت کے لئے ولایت آئے ہوئے تھے۔ رخصت وطن کیا اور ریلوے اسٹیشن پر جن مسافروں کو تبلیغ کا موقع ملا۔ ان میں سے دو سکاٹ لینڈ کے مسیحی۔ ایک برازیل کا یہودی اور دو انگریز یہودی تھے۔ گاڑی کے دوران قیام میں مسافروں سے اور گاڑی کے روانہ ہو جانے کے بعد ان کے دوستوں سے سلسلہ کلام جاری رہا۔ اور بفضلہ تعالیٰ پیغام حق پہنچانے کا خوب موقع ملا۔

مونگھیر میں آریوں کی فتنہ انگیزی

احمدی مبلغین بال بال بچ گئے

۱۰ ارجون کے الفضل میں ہم نے لکھا تھا کہ دارالامان سے ہمارے علماء آریوں سے مباحثہ کرنے کے لئے مونگھیر روانہ ہوگئے ہیں۔ جہاں ۸ یوم تک مباحثہ قرار پایا ہے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو حسب ذیل تار موصول ہوا ہے:۔

"مباحثہ تین دن تک کامیابی کے ساتھ جاری رہا پھر آریوں نے فتنہ پیدا کر دیا۔ خدا کے فضل سے ہم سب بخیریت ہیں۔ مباحثہ مجسٹریٹ کے حکم سے بند ہو گیا ہے۔"

یہ نہایت مختصر خبر ہے جس سے صرف اتنا ہی پتہ لگتا ہے کہ آریوں نے فتنہ انگیزی کی۔ جو اس قدر خطرناک تھی کہ احمدی علماء کے لئے جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ لیکن وہ خدا کے فضل سے ان کے شر سے محفوظ رہے ؂

الفضل
(بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ)
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۷ر جون ۱۹۲۴ء

حقیقی اور بناوٹی دعوت اسلام میں فرق

خواجہ حسن نظامی صاحب کی دعوت اسلام مسٹر گاندھی کو

اور

امام جماعت احمدیہ کی دعوت اسلام پرنس آف ویلز کو

خواجہ صاحب کی دعوت اسلام کا نتیجہ

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے جس طریق اور جس شکل میں مسٹر گاندھی کو دعوت اسلام دی ہے۔ وہ گذشتہ پرچہ "الفضل" سے ناظرین کرام پر واضح ہو گیا ہو گا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سوائے اس کے کہ اس طریق دعوت کا نتیجہ اسلام کے لئے افسوسناک اور مسلمانوں کے لئے ندامت و شرمندگی کا باعث ہو اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ مسٹر گاندھی سے یہ درخواست کرنا کہ آپ اس لئے مسلمان ہوں۔ کہ مسلمانوں کی پراگندگی دُور کرکے انہیں ایک سلک میں منسلک کریں۔ ان کی رُوحانی راہ نمائی کریں۔ ان میں زندگی کی رُوح پیدا کریں۔ اور ان کا خلیفہ بن کر مسند خلافت کو زینت دیں۔ یہی ظاہر کرتا ہے کہ تمام دنیا کے کئی کروڑ مُسلمانوں میں سے کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں جو رُوحانیت کے لحاظ سے مسٹر گاندھی کا ہم پلہ ہو۔ اور اسلام اپنے بے شمار پیروؤں میں سے کسی ایک میں بھی اتنی روحانیت نہیں پیدا کر سکا جتنی مسٹر گاندھی میں ہندو ہونے کی حالت میں بھی موجود ہے۔ کیونکہ اگر کسی مسلمان میں اتنی رُوحانیت ہوتی تو خواجہ حسن نظامی صاحب اسکی بجائے مسٹر گاندھی کو مُسلمانوں کی راہنمائی اور خلافت آرائی کے لئے تجویز نہ فرماتے۔ جناب خواجہ صاحب کا ایک طرف یہ اعلان کرنا کہ "دنیائی اسلامی اقوام کو ایک رہنما درکار ہے" اور دوسری طرف مسٹر گاندھی سے یہ درخواست کرنا کہ آپ "تمام دنیا کے مسلمانوں کی رہنمائی قبول کریں" اور اس کے ساتھ ہی دست بستہ یہ بھی کہنا کہ "خلافت کی جگہ اسی واسطے فطرت کے انقلاب نے خالی کی ہے کہ اس پر آپ کو قائم کیا جائے" بتاتا ہے کہ وہ نہ صرف یہ یقین رکھتے ہیں کہ مُسلمانوں کی رُوحانی رہنمائی کے لئے مسٹر گاندھی سے بہتر کوئی انسان مسلمانوں میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ "خلافت ترکی" کی بربادی اور "خلیفۃ المسلمین" کی معزولی اور جلاوطنی دست قدرت نے محض اس لئے کی ہے کہ مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کا خلیفہ بنائے۔ اور انکی رہنمائی کی باگ ڈور سابقہ مدعیان اسلام سے چھین کر ایک ایسے شخص کے حوالے کرے۔ جو ابھی تک صداقت اسلام کا قائل نہیں۔ اور نہ زمانہ قریب میں جس کے قائل ہونے کی بظاہر کوئی اُمید ہے۔

خواجہ صاحب کی مجبوری و معذوری

یہ امر مسلمانوں کے لئے جس درجہ قابل ندامت اور باعث شرمندگی ہے۔ اس کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ جناب خواجہ صاحب کی ایسی حرکت ہے کہ جس پر مسلمان جتنا بھی [illegible] کم ہے۔ مگر دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ اسوقت جبکہ رُوئے زمین کے مسلمانوں کی پراگندگی میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی۔ ان میں سے رُوحانیت مفقود ہو گئی ہے۔ ان پر مُردنی چھائی ہوئی ہے۔ اور وہ اخلاق و انسانیت کے لئے باعث ننگ ثابت ہو رہے ہیں۔ جناب خواجہ صاحب یہ حرکت کرنے میں کس حد تک مجبور تھے۔ اور کہاں تک معذور سمجھے جا سکتے ہیں اس کا فیصلہ ان کے حسب ذیل فقرہ سے بآسانی ہو سکتا ہے جو انہوں نے اپنے دعوت نامہ میں جناب گاندھی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"میں جانتا ہوں کہ میرا یہ دعوت نامہ پڑھتے ہی آپکو موجودہ مُسلمانوں کی اسلامی حالت سے شک ہو گا کہ کیا ایسے مشتبہ اسلام کا بلاوا دیا جاتا ہے جس کا نمونہ آجکل کے مُسلمان ہیں۔ مگر فوراً ہی آپ کی نیک گمانی اور ضمیر کی ایمانی قوت آپکا یہ شک دُور کر دیگی۔ اور آپ سمجھ لینگے کہ موجودہ مسلمان اسلام کا اصلی نمونہ نہیں ہیں۔"

اس سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب ممدوح کی نظر میں اسوقت تمام رُوئے زمین پر کوئی ایک بھی ایسا انسان موجود نہیں ہے۔ جسے وہ اسلامی تعلیم کا نمونہ قرار دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے مسلمانوں کی رہنمائی اور خلافت کے لئے منتخب کرتے۔ ایسی صورت میں اگر انکی نظر ایک رہنما کو تلاش کرتے ہوئے مسلمانوں کو چھوڑ کر ایک مخالف اسلام پر جا پڑی ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کی چارہ سازی کی درخواست کرنے پر مجبور ہوئے ہیں تو بہت بڑی حد تک معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے خیال کیا کہ جب موجودہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی اسلامی تعلیم کا نمونہ نہیں بن سکا۔ تو ممکن ہے مسٹر گاندھی بغیر اور نہ صرف خود ہی بن جائیں۔ بلکہ سارے مسلمانوں کو راہ راست پر لے آئیں۔ اس بات نے انہیں مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کی رہنمائی اختیار کرنے اور خلیفہ بننے کی دعوت دینے پر مجبور کیا ہے۔

مسٹر گاندھی اور اسلام

مگر انہوں نے اتنا نہ سوچا۔ کہ کیا اس سے مسٹر گاندھی یہ تو خیال نہ کرینگے۔ کہ وہ اسلام جو حسب بیان خواجہ صاحب اب ایک خشک اور بے ثمر درخت کی طرح ہو گیا ہے مجھے کیا پھل دے سکتا ہے۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ کبھی زمانہ میں شجر اسلام کو نہایت شیریں پھل لگے تھے۔ تو اس امر کا کیا ثبوت ہے۔ کہ اب بھی وہ اثمار شیریں دے سکتا ہے۔ کیا یہ صاف بات نہیں ہے کہ ایک درخت جو ایک وقت نہایت اعلیٰ درجہ کے پھل دے سکتا ہے وہی دوسرے وقت میں خشک ہو جاتا ہے۔ اور ایک ہرا پتہ بھی نہیں نکال سکتا۔ اگر اس کے متعلق کسی سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ چونکہ اس درخت نے فلاں سال بہت عمدہ پھل دئے تھے۔ اسلئے باوجود اسکے کہ اب پھل چھوڑ اسپر پتا بھی نظر نہیں آتا۔ مان لو کہ اسپر شیریں پھل لگتے ہیں۔ جن سے تم اپنا دامن بھر سکتے ہو تو کسی سے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کبھی گذشتہ زمانہ میں اسلام نے چونکہ اپنی تعلیم کے نہایت اعلیٰ نمونے پیش کئے تھے۔ اس لئے گو اب وہ کوئی نمونہ نہیں دکھا سکتا۔ لیکن تم تسلیم کر لو۔ کہ اسلام میں یہ طاقت موجود ہے۔

خلیفۃ المسلمین بننے کا لالچ کیوں دیا گیا

معلوم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب بجز ضرف اسلام کی کوئی خوبی مسٹر گاندھی کے سامنے تو پیش کر سکے۔ بلکہ جابجا انکی اور ان کے مذہب کی بیجا تعریف کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ خلیفۃ المسلمین بننے کا لالچ "دینے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ جس پر آریوں کو یہ کہنا پڑا کہ۔

"جہاتما جی کو پھسلانے کا بہترین ذریعہ یہی سمجھا کہ دعوت نامہ میں ہندو دھرم کی صداقت کی تعریف کی جاوے۔ اور مہاتما جی کو خلیفۃ المسلمین کی گدی جو اسلام میں سب سے بڑا منصب ہے۔ منظور رشوت پیش کی جاوے" پرتاپ

یہ طعن کوئی معمولی طعن نہیں۔ اور افسوس یہ ہے کہ بے بنیاد نہیں۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے کہ ہر ایک وہ انسان جو جناب خواجہ صاحب کی پوزیشن میں ہو۔ یعنی جس کے نزدیک "موجودہ مسلمان اسلام کا اصلی نمونہ نہیں" اور وہ کسی کو "دعوت اسلام" دینے کے لئے کھڑا ہو۔ تو سوائے اس کے کر ہی کیا سکتا ہے اسلام کی صداقت کا کوئی ثبوت اس کے پاس نہیں اسلامی تعلیم کا نمونہ وہ نہیں دکھا سکتا۔ اسلامی برکات وہ نہیں پیش کر سکتا۔ پھر وہ جناب خواجہ صاحب ہی کی روش اختیار نہ کرے۔ تو اور کیا کرے۔ پس جناب خواجہ صاحب نے جو کچھ کیا مجبوری اور معذوری کی حالت میں کیا۔

مسلمان کیوں تبلیغ اسلام نہیں کر سکتے

یہی وہ مجبوری اور معذوری ہے۔ جو مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کے لئے کھڑا نہیں ہونے دیتی۔ اور ان کے سامنے دیوار آہن بنکر کھڑی ہو جاتی ہے۔

بات یہ ہے کہ تبلیغ اسلام کی توفیق ملنا منحصر ہو برکات اسلام کے حاصل ہونے اور انوار اسلام سے منور ہونے پر۔ وہ دل جو اپنے اندر اسلام کا نور دیکھتا تعلیم اسلام کے اثرات مشاہدہ کرتا۔ انعامات اسلام کا تجربہ رکھتا ہے۔ وہ تو دوسروں کے سامنے بھی بزور اور پُر صداقت طریق پر اسلام کو پیش کر سکتا ہے لیکن جو خود مذبذب ہو جسے برکات اسلام سے کوئی حصہ نہ ملا ہو۔ جو خصوصیات اسلام سے ناواقف ہو۔ وہ اول تو دوسروں کو دعوت اسلام دینے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ اور اگر جرأت کرے۔ تو اس کی ہر بات اُکھڑی اُکھڑی او بے ڈھنگے پن کی ہو گی۔ جو مضحکہ خیزی کے سوا کوئی نتیجہ پیدا نہ کریگی۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حسن نظامی کی دعوت اسلام مہاتما گاندھی کے نام" اسی ذیل میں آتی ہے۔ جس میں جابجا انہوں نے ایسی ایسی ٹھوکریں کھائی ہیں کہ بالفاظ اخبار "تیج" اُس کا نام بجائے "دعوت اسلام" رکھنے کے "دعوت رہنمائی اسلام" رکھنا پڑتا ہے۔

اسلام کے ساتھ تمسخر

ذرا غور فرمائیے۔ ایک ایسے شخص کو جس کے نزدیک خدا تعالیٰ ان صفات سے متصف نہیں۔ جو اسلام نے بیان کی ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کا قطعاً منکر ہے۔ جو قرآن کریم کو الہامی اور قابل عمل کتاب نہیں قرار دیتا۔ جو مسلمانوں کے عقائد کو درست اور صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ اسے دعوت اسلام دی جاتی ہے لیکن دعوت دینے والے صاحب پہلے ہی یہ کہہ دیتے ہیں کہ:-

"میں ایک کلمہ کی آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ جو مجھ میں اور آپ میں یکساں موجود ہے۔ اور جس کی قدر و عظمت کو آپ میری طرح یا شاید مجھ سے بھی کچھ زیادہ جانتے ہیں" صہ ۲

اگر دعوت کسی ایسے ہی کلمہ کی ہے۔ جس کی قدر و عظمت دینے والے کی نسبت وہ شخص جسے دعوت دیگئی ہو۔ غیر مسلم رہ کر زیادہ جانتا ہے تو پھر اُسے وہ دعوت قبول کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس صورت میں تو دعوت دینے والے کو اس کے عقائد کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔

پھر جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ:-

"میں آپ کو مسلمان ہونے کی دعوت اسلئے نہیں دیتا کہ ہندو مذہب جھوٹا ہے یا بُرا ہے" صہ

تو کیوں وہ سچے اور اچھے ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کی طرف توجہ کریگا۔ جبکہ سچے اور اچھے ہونے کی ایک بھی دلیل اس کے سامنے نہیں پیش کی گئی۔

غرض اس "دعوت اسلام" کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ یہ دعوت اسلام نہیں۔ بلکہ یا تو اسلام کے ساتھ تمسخر ہے یا مجبوری کی انتہائی حالت کی مضطربانہ چیخ و پکار۔ جس کی وجہ یہی ہے کہ دعوت دینے والے کے پاس کچھ نہیں جسے وہ پیش کر سکے اور نہ اسے اپنے خیال میں تمام دنیا کے مسلمانوں میں سے کسی اور کے پاس کچھ نظر آتا ہے کہ دکھا سکے۔

حقیقی دعوت اسلام

جناب خواجہ صاحب کی اس سعی لاحاصل کا تذکرہ کرنے

کے بعد میں نے یہ دکھلانے کے لئے کہ وہ انسان جو خود اسلام کے متعلق حق الیقین رکھتا ہو۔ جس نے برکات اسلام کا مشاہدہ کیا ہو۔ اور جو اسلامی تعلیم کا صحیح نمونہ ہو۔ وہ کیسے زبردست براہین اور دلائل کے ساتھ صداقت اسلام کو پیش کر سکتا اور کیسے زور اور کیسی شان کے ساتھ دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی کو دعوت اسلام دے سکتا ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ رسالہ اٹھایا۔ جو حضور نے پرنس آف ویلز کی تشریف آوری پر ان کے لئے بطور تحفہ رقم فرما کر پیش کیا تھا۔ تو اس میں سے کوئی خاص اقتباس لینا میرے لئے مشکل ہو گیا۔ کیونکہ اس کا ایک ایک صفحہ ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ کہہ رہا تھا کہ دعوت اسلام دینے کا جو حق ہو سکتا ہے۔ وہ میں ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ میں اس میں سے چند سطور ذیل میں درج کروں گا۔ لیکن ناظرین کرام سے میری یہی گذارش ہے کہ جنہوں نے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب کا دعوت نامہ بنام مسٹر گاندھی پڑھا ہے یا اس کے بعض اقتباس دیکھے ہیں۔ انہوں نے اگر "تحفہ شہزادہ ویلز" قبل ازیں پڑھا ہو تو بھی اسے پھر پڑھیں۔ اور جنہوں نے آج تک نہیں پڑھا۔ وہ تو اب ضرور پڑھیں۔ میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے جو اصحاب اس موقع پر اس رسالہ کو پڑھیں گے۔ انہیں خاص ایمانی لذت اور سرور حاصل ہو گا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ان کے ایمان اور ایقان میں بہت بڑا اضافہ ہو گا۔ اور اگر دوسرے لوگ بھی تعصب سے خالی الذہن ہو کر پڑھیں گے تو اس جوش اور ولولہ اس دلیری اور جرأت اس یقین اور وثوق کے عجیب و غریب اثرات دیکھیں گے۔ جو اسلام ایک مومن میں پیدا کر دیتا ہے۔

امام جماعت احمدیہ کی دعوت اسلام پرنس آف ویلز کو

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حقانیت اور صداقت کے عقلی اور نقلی دلائل پیش فرماتے ہوئے متعدد مقامات پر حضور نے پرنس آف ویلز کو اس طرح مخاطب فرمایا ہے:-

"اے ولی عہد۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے دل کو حق کے قبول کرنے کے لئے کھول دے" صفحہ ۱

"اے شہزادہ باوقار! اللہ تعالیٰ آپ کے سینہ کو حق کی قبولیت کے لئے کھول دے" صفحہ ۲۹

"اے شہزادہ مکرم! اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسلام پر آپ کا خاتمہ کرے۔ اور راستبازوں کے گروہ میں آپ کو شامل کرے" صفحہ ۶۴

"اے شہزادہ بالا بخت! آخر میں ہم آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ کوئی عزت نہیں۔ مگر وہی جو خدا سے ملے۔ اور کوئی رتبہ نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو۔ پس ہم آپ کو اس صداقت کی دعوت دیتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف آج سے تیرہ سو سال پہلے بھیجی۔ اور جس کے قیام اور جس کے پورا کرنے کے لئے اس نے اس وقت مسیح موعود کو نازل کیا ہے" صفحہ ۸۶

"اے مکرم شہزادہ! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جس محبت سے خدا کی بادشاہت کی خبر ہم نے آپ کو دی ہے اسی محبت سے آپ اس تمام امر پر غور کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جیسے ہم ہیں ویسے ہی آپ ہیں۔ اس کی نظروں میں چھوٹے اور بڑے بادشاہ اور رعایا سب برابر ہیں۔ ابدی زندگی کے ہم ہی محتاج نہیں۔ بلکہ آپ بھی اسکے محتاج ہیں۔ اور خدا کی رضا کی ہم ہی کو ضرورت نہیں بلکہ آپ کو بھی ہے دنیا کی بادشاہتیں فانی ہیں۔ اور انکی عزتیں آنی وہی دائمی خوشی کا وارث ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے ہم نے حق آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اس کا قبول کرنا یا نہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ مگر ہم آپ سے باادب التجا کرتے ہیں کہ اسلام کے متعلق سنی سنائی باتوں پر جائیں اور دشمن کے اقوال پر اپنے خیالات کی بنا نہ رکھیں اسلام ایک پاک مذہب ہے جس کا سبب ہے ... ہم پر چلنے والے ہمیشہ اچھے سے اچھے بنتے چلے گئے ہیں اور خدا کی عنایتوں اور شفقتوں سے حصہ لیتے رہتے ہیں" صفحہ ۹۰

"اے شہزادہ والا جاہ! اس وقت کو غنیمت سمجھئے اور ان نشانوں پر یقین لایئے۔ جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں دکھائے ہیں۔ اور اس کی بادشاہت میں داخل ہو جایئے کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا سب بادشاہتوں سے بڑا ہے۔ باقی سب بادشاہتیں چھوڑنی پڑتی ہیں۔ مگر یہ بادشاہت ... کبھی نہیں چھڑائی جاتی۔ باقی سب بادشاہتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرا وارث ہو۔ لیکن اس بادشاہت کے ایک ہی وقت میں باپ اور بیٹا اور سب جوان کے ساتھ شامل ہوتا چاہیں۔ وارث ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھلے ہیں انہیں داخل ہو جایئے۔ اور اگلی زندگی کے لئے سامان جمع کر لیجئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر زیادہ نعمتیں دی ہیں اسی قدر اسکے مطالبات بھی آپ سے زیادہ ہیں کیونکہ وہ جسکو زیادہ دیتا ہے اس سے پوچھتا بھی ہے کہ میرے ان احسانات کی تو نے کیا قدر کی؟ پس اللہ تعالیٰ کے احسانات پر نظر کرتے ہوئے اسکی اطاعت میں دوسروں سے زیادہ کوشش کیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہئے" صفحہ ۹۱

ان چند سطور سے باسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دعوت دینے والا وجود اسلام کی صداقت اور حقانیت پر کس قدر پختہ ایمان اور یقین رکھتا ہے۔ اور کس صفائی اور جرأت کے ساتھ قبول اسلام کی دعوت دے رہا ہے۔ اور دعوت بھی اس انسان کو دے رہا ہے جو اپنی دنیاوی شان و شوکت دنیاوی جاہ و جلال۔ دنیاوی عزت و توقیر کے لحاظ سے مسٹر گاندھی کی نسبت کئی گنا بڑھ کر پوزیشن رکھتا ہے۔ یہ ہے اسلامی جوش اور مومنانہ جرأت۔ اور یہ ہے صداقت اسلام پر پورے یقین اور کامل وثوق کا ثبوت۔

اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت

پھر نہ صرف اس دعوت میں ایسے مؤثر اور دلکش الفاظ میں ہی مخاطب کیا گیا ہے بلکہ ایک طرف اگر عیسائی مذہب کے نقائص بیان کئے گئے ہیں تو دوسری طرف صداقت اسلام کے متعدد دلائل بھی پیش کئے ہیں ... عیسائیت کے مردہ اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا نتیجہ دینے کے لئے ایک عظیم الشان معیار بھی پیش کیا گیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:-

اے شہزادہ ویلز! زندہ مذہب اپنی زندگی کے آثار رکھتا ہے۔ اور اسلام کی زندگی کے اثر کو ہم اپنے نفس کے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ تمام نشانات اور تمام قبولیتیں مسیح موعود کے ساتھ ختم ہو گئیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو ہم اسلام کو بھی مردہ مذہب سمجھتے۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی برکات ہمیشہ کے لئے جاری ہیں۔ اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر اب بھی مسیحی دنیا اسلام اور مسیحیت کا اثر دیکھنے کے لئے تیار ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اچھے درخت میں اچھے پھل لگا کر دکھا دیگا۔ اور جو اس کا پیارا بیٹا ہے۔ اُسے مچھلی کی جگہ سانپ نہیں دیگا نہ روٹی کی جگہ پتھر۔ بلکہ اس کے لئے کھولیگا اور اس کی دعا کو سنے گا۔ پس اے ہمارے واجب التعظیم ولیعہد! اگر آپ باوجود ان نشانات اور صداقتوں کے جو اوپر مذکور ہوئیں۔ ابھی یہ خیال کریں۔ کہ خدا کے تعلق اور محبت کے معلوم کرنے کے لئے اس وقت بھی کسی نشان کی ضرورت ہے۔ تو ہم آپ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنے رسوخ سے کام لے کر پادریوں کو تیار کریں۔ جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے بعض مشکل امور کے لئے دعا مانگیں۔ اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لئے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالےٰ کے حضور التجا کرے۔ مثلاً سخت مریضوں کی شفا کے لئے جن کو بذریعہ قرعہ اندازی کے آپس میں تقسیم کر لیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کس کی سنتا ہے اور کس کے منہ پر دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں۔ اور ہرگز نہ کر سکینگے۔ کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے ہیں۔ کہ خدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں۔ تو پھر اے شاہزادہ! آپ سمجھیں۔ کہ خدا نے مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کے ساتھ اپنی رحمتیں مخصوص کر دی ہیں۔

یہ ہے دعوت اسلام کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اس میں اسلام کی کسی خوبی کا ذکر نہیں۔ کسی نشان کا تذکرہ نہیں۔ لیکن اس طرح دعوت اسلام وہی دے سکتا ہے۔ جو خود برکات اسلام کا مورد ہو۔ انوار اسلام کا مشاہدہ رکھتا ہو۔ اور تجربۃً اسلام کو زندہ مذہب یقین کرتا ہو۔ چونکہ یہ باتیں سوائے پیروان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں پائی جاتیں۔ اسلئے حقیقی دعوت اسلام کی توفیق بھی انہیں ہی مل رہی ہے۔ اور انہیں کے ذریعہ یورپ اور امریکہ تک میں عظیم الشان نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ کاش مسلمان کہلانے والے صرف اسی ایک بات پر غور کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اعتراف کریں۔

آریہ سماج اور طلاق

اسلام نے ایسے زریں اور فطرت انسانی کے مطابق احکام دیئے ہیں۔ کہ ممکن نہیں۔ ان پر گامزن ہونے والا کسی قسم کے دکھ اور تکلیف میں پڑے۔ اگر بنظر تعمق کسی شریعت اسلامیہ کے کسی حکم کی حکمت کو دیکھا جائے۔ تو عقل سلیم یہی فیصلہ کرے گی۔ کہ یہ حکم تمدن کے لئے اور انسانی ترقی کے لئے ایک لابدی امر ہے۔ اور اگر اس چھوٹے سے حکم کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ تو یقیناً بہت خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کی یہ حالت ہے۔ کہ ان کے ماننے والے حالات اور واقعات سے مجبور ہو کر ان کے بڑے بڑے احکام کو پس پشت ڈال رہے ہیں مثلاً ہندوؤں میں ذات پات کی بڑی پابندی کی جاتی ہے۔ کھتری کے ہاں کھتری ویش کے ہاں ویش برہمن کے ہاں رشتہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اب اس پابندی کو خیرباد کہا جا رہا ہے۔

حال ہی میں کئی ایک برہمنوں کی شادیاں کھتریوں کے ہاں اور کئی ایک کھتریوں کی برہمنوں کے ہاں ہوئی ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں میں حتیٰ کہ آریوں میں بھی بیوہ کی شادی کرنا سخت منع ہے۔ لیکن اب بیسیوں شادیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس غرض کیلئے کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔

ہندوؤں کے اس تغیر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کے اصول ترک کر کے اسلامی اصول پر کاربند ہو رہے ہیں۔ اور اس کے سوا چارہ نہیں۔ حال میں ایک اور اسلامی حکم پر عمل پیرا ہونے کی تحریک ایک کٹر آریہ اخبار ملاپ میں کی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر عورت مرد کا گذارہ نہ ہو سکے۔ تو انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اگر بلا رضامندی شادی کی رسم ادا نہیں ہو سکتی تو پھر ایک دوسرے کو چھوڑنے کا اختیار ملنا چاہیئے"

اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آریہ سماجی ان مشکلات سے مجبور ہو کر جو بعض اوقات انسانی زندگی کے لئے ناگزیر ہوتی ہیں۔ اسلام کے اس حکم پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ جس پر آج تک نہایت بیہودہ طریق سے اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔

ہندو مسلمانوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں

ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی نسبت جس قدر بغض و کینہ پایا جاتا ہے۔ اس کے روزانہ ثبوت ملتے رہتے ہیں۔ اور بیچارے مسلمان بے دردانہ اس کا شکار ہوتے رہتے ہیں لیکن باوجود اس کے ظلم و ستم کا الزام مسلمانوں پر ہی لگایا جاتا ہے۔ اور الٹا انہیں کو سزائیں دلوائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ فسادات کے نتیجہ میں ہوا۔ مسلمان لیڈر یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ لیکن وہ بھی ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے مسلمانوں کو ہی قابل سرزنش قرار دیتے ہیں۔ اور کئی قسم کی تاویلیں کر کے یہ یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہندو ان کے بڑے خیرخواہ اور ان سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈر اخفیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف جو کاروائیاں کرتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر علی الاعلان جو کچھ کہتے ہیں۔ اگر اسی کو دیکھ لیا جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ... مسلمانوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ بھائی پرمانند صاحب۔ ایم۔ اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

غلطیوں سے بچنے اور کامیاب ہونے کا طریق

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۲۴ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

محدود انسانی علم و سمجھ

انسانی علم اور انسانی سمجھ نہایت ہی محدود ہے۔ اور ان دونوں کے محدود ہونے کی وجہ سے انسان بعض دفعہ ایک بات کو اپنے لئے مفید سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کے لئے مضر ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ ایک بات کو اپنے لئے مضر خیال کرتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے مفید ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے وہ یقینی طور پر کسی امر کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا کہ آیا یہ امر میرے لئے مفید ہے یا مضر ہے فیصلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے اسکی حالت ایک متردد شخص کی سی ہوتی ہے۔ جو کسی امر کو مفید سمجھ کر نہ تو اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی امر کو مضر خیال کر کے اس سے بچ سکتا ہے۔ اس وقت اس کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے۔ اسی حالت کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- وعسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم (۲-۲۱۳) یعنی بعض دفعہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ لیکن وہ تمہارے لئے مفید ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ تم ایک چیز کو مفید خیال کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے لئے مضر ہوتی ہے۔ تم کبھی اپنی طرف سے کسی چیز کا اچھا نتیجہ حاصل کرنے کے لئے سامان مہیا کرتے ہو۔ لیکن باوجود اسکے پھر نتیجہ بُرا نکلتا ہے۔ جس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ سامان جو تم نے اچھا نتیجہ پیدا کرنے کے لئے مہیا کئے تھے۔ ان میں وہ سامان موجود نہ تھے جن کے استعمال کرنے سے اچھا نتیجہ نکلنے کی اُمید کی جا سکتی تھی۔ اور وہ مخفی سامان تم اچھا نتیجہ پیدا کرنے کے لئے اس لئے مہیا نہ کر سکے۔ کہ وہ اپنے خفا کی وجہ سے تمہاری نظروں سے اوجھل رہے۔ اور تمہاری نظر ان تک نہ پہنچ سکی۔ اسلئے نتیجہ بُرا نکلا۔ اور تمہارے لئے مہلک ثابت ہوا۔ دیکھو کہ کوئی شخص حالات کی ناواقفیت کی وجہ سے لنڈن میں اس طرز کا مکان بنائے جیسا کہ ہندوستان میں بنایا جاتا ہے۔ اور پھر اس میں آرام و آسائش سے رہنے کی اُمید کرے۔ اور دل سے چاہے کہ اس مکان میں اپنی زندگی کے دن با سہولت گذاروں تو کیا اس کی یہ خواہش پوری ہو جائیگی۔ ہرگز نہیں۔ اگرچہ اس نے اپنی طرف سے کمال ہوشیاری کے ساتھ مکان بنایا ہو۔ لیکن اس میں آرام سے رہنے کی اس کی غرض پوری نہ ہوگی۔ کیونکہ اس نے ان حالات کو اپنی ناواقفیت کی وجہ سے مدنظر نہ رکھا ہوگا۔ جن کا مدنظر رکھنا وہاں کے لئے ضروری ہے۔ اور وہ سامان مہیا نہ کئے ہونگے جو اس ملک میں آرام پہنچا سکتے ہیں۔ اس کا مکان برف سے امن میں نہ ہوگا۔ اور اس سے وہ تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ وہاں وہی مکان برف کے طوفان سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جن کی چھتیں نوکدار ہوتی ہیں۔ ان پر برف پڑنے سے برف ادھر ادھر چھتوں پر سے گر جاتی ہے۔ اور انکو نقصان نہیں پہنچاتی۔ لیکن چوڑی چھتوں والے مکانوں سے جس طرح کہ یہاں بنائے جاتے ہیں۔ برف گر نہیں سکتی تو وہاں وہی مکان محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جن کی چھتیں نوکدار ہوتی ہیں۔ پس اگر کوئی جس طرح یہاں مکان بنایا جاتا ہے وہاں بھی بنائے تو ضرور اس کا مکان برف سے تباہ ہو جائیگا جس کی وجہ بنانے والے کی ناواقفیت ہوگی۔ اس نے اپنے ذہن میں یہ سمجھ لیا۔ کہ جس طرح یہاں مکان بنایا جاتا ہے اور محفوظ رہتا ہے۔ ایسا ہی اگر وہاں بنایا جائے۔ تو وہاں بھی محفوظ رہیگا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ اس کا مکان برف کے طوفان سے تباہ ہو جائیگا۔ اسی طرح دیگر معاملات میں انسان اپنے ذہن میں کچھ باتیں ایسی سمجھ لیتا ہے جن کی وہ خیال کرتا ہے۔ کہ نتیجہ اچھا نکلیگا۔ لیکن نتیجہ اس کے خیال کے ماتحت اچھا نہیں نکلتا۔ پس جبکہ انسان کی ایسی حالت ہے کہ اس کے خیال کے ماتحت ہر وقت اچھے نتیجے نہیں نکلتے۔ بلکہ بسا اوقات بُرے نکلتے ہیں۔ تو پھر وہ کیا کرے۔

غلطیوں سے محفوظ رہنے کا طریق

اسکے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے۔ جو اھدنا الصراط المستقیم میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان خدا کے حضور گرے۔ اور عاجزی سے دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو ہر امر میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی۔ صحیح اور سیدھا راستہ دکھا تا کہ میں غلطیوں سے محفوظ رہوں چنانچہ خدا تعالیٰ نے کمال شفقت سے ہر قسم کی غلطیوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دُعا سکھائی۔ جو عام دُعا ہے۔ نہ کہ صرف خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے۔ اسے صرف رُوحانی امور کے لئے مخصوص کرنا غلطی ہے اور یہ ایسی غلطی ہے۔ جو کئی آیات کے متعلق سلف نے کھائی۔ اور بہت نقصان اُٹھایا ہے۔ ایک حکم جو مخصوص تھا۔ اُسے عام کر دیا گیا۔ اور جو عام تھا اُسے مخصوص بنا لیا گیا۔ وہ آیت جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دُعا عام ہے۔ اور ہر امر میں کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے۔ کلاً نمد ھٰؤلاء یعنے انسان جس قسم کی زندگی چاہتا ہے ہم اس کو اسی قسم کی زندگی دے دیتے ہیں۔ اور جس قسم کی مدد ہم سے چاہتا ہے۔ اسی قسم کی مدد پہنچاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص دنیا کی جاہ و حشمت ہم سے مانگتا ہے۔ تو ہم اس کو دنیا کی جاہ و حشمت دے دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہم سے ہمارا قرب اور ہماری ملاقات چاہتا ہے۔ تو ہم اسے اپنے قرب میں جگہ دیتے ہیں۔

غرض کہ جس قسم کی دُعا وہ ہم سے مانگتا ہے اور جس قسم کی مدد وہ ہم سے چاہتا ہے۔ ہم اُسے دیتے ہیں۔ کامیابی کا یہی ایک نکتہ ہے کہ جو تکلیف ہو۔ اس کے دُور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعا کی جائے۔ اگر اس بات

کو سمجھ لیا جائے۔ تو انسان غلطیوں سے محفوظ رہ سکتا۔ اور ہر بات میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے بھی اس نکتہ کو اچھی طرح سے نہیں سمجھا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آج اگر کسی کو کہا جاتا ہے کہ تم دُعا کرو۔ خدا تمہاری مشکلات حل کر دیگا تو وہ کہتا ہے کہ یورپ والے کونسی دُعا کرتے ہیں۔ کہ ہم دعا کریں جس طرح وہ دعا نہیں کرتے۔ اور ان کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ہماری بھی حل ہو جائینگی۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اپنے گھر کے آدمی اور باہر کے آدمی سے الگ الگ معاملہ کیا جاتا ہے۔ دیکھو ایک طالب علم جو ہر روز سکول جاتا ہے اس کے جانے پر یہ نہیں ہوتا کہ استاد آگے بڑھ کر اسے ملنے کے لئے آئے۔ اور ساتھ لیجا کر سکول کی ایک ایک چیز دکھائے۔ اور نہ ہی اس کا دوسرے اُستادوں اور ہیڈ ماسٹر وغیرہ سے تعارف کرایا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اجنبی معزز شخص سکول میں آئے تو اسے ہیڈ ماسٹر اپنے ساتھ لیجا کر سکول کے اُستادوں سے تعارف کراتا ہے سکول کی اشیاء دکھاتا ہے۔ غرضکہ اس کی ہر طرح خاطر مدارات کرتا ہے۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ دونوں کی حیثیتیں الگ الگ ہیں۔ اور حیثیتوں کے الگ ہونے کی وجہ سے ان سے الگ الگ معاملہ کیا جاتا ہے۔

کافر اور مومن سے الگ الگ معاملہ

اسی طرح کافروں اور مومنوں سے بھی الگ الگ معاملہ کیا جاتا ہے۔ وہ کافر جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا منکر ہے۔ قیامت کو جھٹلاتا ہے۔ اسے مہلت دی جاتی ہے۔ اور اسے شرارتوں میں یہاں تک ڈھیل دی جاتی ہے۔ کہ اس کی شرارتوں کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ اور آخر وہ مستوجب سزا ہو کر سزا پاتا ہے۔ لیکن اس کے خلاف وہ انسان جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور قیامت کا قائل ہے۔ اُسے دنیا میں بھی ترقی دی جاتی ہے۔ اور آخرت میں بھی وہ جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔ غرضکہ مومن اور کافر کے حسب حال دونوں سے الگ الگ معاملہ کیا جاتا ہے۔ کافر کو اس کی نافرمانیوں پر یک لخت نہیں پکڑ لیا جاتا۔ اور نہ انعامات الٰہی سے جو عام قانون قدرت کے ماتحت انسانوں کے لئے خدا تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ ان سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے اسی طرح ڈھیل دی جاتی اور اس سے درگذر کیا جاتا ہے۔ جس طرح کسی آقا نے چند ہی دن سے کوئی نوکر رکھا ہو۔ اور وہ گھر کی اشیاء کے متعلق پورا پورا علم نہ رکھتا ہو۔ ایسا نوکر اگر کوئی کام آقا کی منشاء کے خلاف کر دے تو آقا کو اس پر کم غصہ آئیگا اس ملازم کی نسبت جو سالہا سال سے گھر میں رہتا ہو۔ سب باتوں کے متعلق کافی علم رکھتا ہو۔ کیونکہ اس نے سالہا سال آقا کی خدمت میں گذارے لیکن اس کی مرضی سے ناواقف رہا۔ لیکن نئے ملازم پر اس لئے خفا نہیں ہو گا۔ کہ وہ ابھی ابھی آقا کے گھر آیا۔ اور اسے ابھی پوری واقفیت حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ تو ایک ہی معاملہ میں دونوں سے الگ الگ سلوک کیا جائیگا۔ اسی طرح مومن اور کافر کی حالت ہے۔ کافر اگر خدا تعالیٰ سے دعا نہ کرے۔ تو وہ قابل گرفت نہیں۔ اور اسکے نہ دُعا کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ اس کو تو گناہ کرنے اور گناہوں میں بڑھنے کے لئے ڈھیل دی گئی ہے۔ اگر وہ اس ڈھیل کے زمانہ میں خدا کو یاد نہ کرے۔ اور نہ اس سے دعا مانگے۔ تو اس پر الزام نہیں۔ لیکن وہ مومن جو کہ خدا تعالے کو ہر ایک چیز کا مالک جانتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے۔ کہ وہ ہر قسم کی دُعائیں سُنتا ہے۔ اور اپنے بندوں کی مشکلات دور کرتا ہے۔ وہ اگر دُعا نہ کرے تو وہ گستاخ ہو گا۔ اور اس کا دُعا نہ کرنا ایسی گستاخی ہوگی جس کی نسبت وہ پوچھا جائے گا۔ دعا کامیابی کا ذریعہ ہے۔ خزانے کی کنجی ہے۔ اور مومن کا معراج ہے۔ اور قرآن شریف میں ایسی کامل دُعائیں سکھائی گئی ہیں۔ جو وید۔ زبور اور انجیل میں نہیں پائی جاتیں۔ پھر قرآن شریف میں نہ صرف دُعاؤں کے سکھانے پر ہی اکتفار کیا گیا ہے۔ بلکہ ان کی حقیقت بتلائی گئی ہے۔ لیکن پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ مسلمان تو دُعاؤں میں سُست ہیں۔ اور وہ قومیں جن کی مذہبی کتابوں میں نہ تو ایسی کامل دُعائیں سکھائی گئی ہیں۔ اور نہ ہی انکی حقیقت بتلائی گئی ہے۔ وُہ دُعاؤں کی پابند ہیں چنانچہ عیسائیوں میں دُعا کرنے کی ظاہری صورت اب تک قائم ہے۔ اور ان کے دُعاؤں کے اوقات مقرر ہیں۔ مثلاً کھانا کھانے کے بعد وہ دعا کرتے ہیں۔ رات کو اپنے بچوں کو بغیر دُعا کرانے کے سونے نہیں دیتے۔ اس طرح ان کے بچوں کے دلوں میں دُعا کی عظمت قائم ہوتی رہتی ہے۔ جو بڑے ہو کر بھی اہم معاملات میں دعا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یورپ کے بڑے بڑے خاندانوں کے رکن گو مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن دعائیں کرتے ہیں۔ جنگ کے دنوں میں فتح کے لئے گرجوں میں دُعائیں کی جاتی تھیں۔ اور متواتر ایک عرصہ تک کی جاتی رہیں۔ لیکن مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ جہاں شریعت کے دیگر احکام کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ وہاں دعاؤں سے بھی لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ خواہ کوئی چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا کسی میں بھی دُعا کی طرف انہیں توجہ نہیں پیدا ہوتی ؎

مسیح موعودؑ کی بعثت کی ایک غرض

خدا تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلئے بھیجا۔ تاکہ آپ ان کو دُعاؤں کی حقیقت بتلائیں چنانچہ آپ نے آکر جس قدر دُعاؤں پر زور دیا۔ اور ان کی قبولیت کی طرف توجہ دلائی۔ وہ آپ کی زندگی کے ایک ایک

سے ظاہر ہے۔ آپ نے کھول کھولکر بتا دیا۔ اور اپنے عمل سے دکھا دیا کہ دُعا ہی اصل چیز ہے۔ اور یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ پھر آپ نے جہاں مسلمانوں کو دُعا کی تحریص دلائی۔ وہاں اور قوموں کو بتلایا۔ کہ تمہاری کتابوں میں کامل دعائیں نہیں ہیں۔ یہ خصوصیت قرآن کریم میں ہی پائی جاتی ہے۔ اور اسلام نے قبولیت دُعا کے جو طریق بتلائے ہیں۔ وہ اور کسی مذہب نے نہیں بتلائے۔ اب اگر ہم قبولیت دُعا کے وہ طریق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائے ہیں۔ نہ استعمال کریں۔ تو ہماری مثال اس شخص کی سی ہو گی کہ جو کھیت کے منڈیر پر بیٹھ جائے۔ اور سمجھ لے۔ کہ کھیت خود بخود سرسبز ہو جائے گا۔ یا ہماری مثال اس شخص کی سی ہوگی۔ جو گھر تو بناتا ہے لیکن سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے اسے استعمال نہیں کرتا۔ اگر ہماری جماعت کے لوگ کامیابی کے ان طریقوں سے کام نہیں لیتے۔ جو حضرت مسیح موعود نے فرمائے ہیں۔ تو صرف احمدیت میں داخل ہونے سے کیا فائدہ۔ حضرت مسیح موعود نے آکر دعا کی حقیقت کو کھول دیا ہے۔ ورنہ آپ کی بعثت سے پہلے لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف تھے۔ وہ دعائیں کرتے تھے۔ لیکن ان کی مثال ایسی تھی۔ جیسے ایک بچہ سرکنڈے کے کانے کو یا کسی اور لکڑی کو گھوڑا قرار دیکر ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہے۔ جس طرح اس کی حالت قابل مضحکہ اور لائق رحم ہوتی ہے اسی طرح ان لوگوں کی حالت تھی۔ جو حضرت مسیح موعود کی بعثت سے قبل دعائیں کرتے تھے لیکن دعاؤں کی حقیقت سے ناواقف تھے۔ بے شک وہ اس بچے کی طرح جو کانے کو گھوڑا سمجھ کر پھولا نہیں سماتا۔ اپنی دعاؤں پر پھولے نہ سماتے تھے۔ حالانکہ ان کی دعائیں اس کانے کے گھوڑے سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں۔ لیکن وہ دعائیں جو حضرت مسیح موعود نے سکھائی ہیں۔ اور وہ طریقے جو آپ نے بتلائے ہیں۔ وہ اس عربی النسل گھوڑے کی طرح ہیں جو خوب تیزی سے دوڑتا اور جلدی منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔

پس یہ نہ سمجھو۔ کہ پہلے ہم جس طرح دعائیں کرتے تھے اسی طرح اب بھی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے آکر کیا۔ آپ نے دعا کی حقیقت کو کھول دیا۔ اور اس کی قبولیت کو دکھا دیا۔ پس اب وہی دعا قابل قبول اور ذریعہ کامیابی ہو۔ جو حضرت مسیح موعود کی بیان کردہ حقیقت اور آپ کے فرمودہ طریقوں کے مطابق کی جائے۔

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو خاص طور پر تاکید کرتا ہوں کہ سورۃ فاتحہ کے مضمون کی طرف توجہ کرو۔ اور اس کے مطابق دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالےٰ ہر بات اور ہر امر میں تمہیں سیدھا راستہ دکھائے۔ اور جو طریقے حضرت مسیح موعود نے دعا کی قبولیت کے بیان کئے ہیں ان کے مطابق دعا کرو۔ ورنہ تمہارا احمدیت میں داخل ہونا اور نہ ہونا برابر ہوگا۔ خدا تعالےٰ ہم سب کے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین ؛

سردار خزان سنگھ کا اعلان

خانیوال ضلع ملتان کے ایک ہندو عرضی نویس کی طرف سے سردار خزان سنگھ صاحب کے متعلق ہمارے پاس ایک خط پہنچا ہے۔ چونکہ اسی قسم کے خطوط سردار صاحب کے نام اسی جگہ کے ایک اور ہندو عرضی نویس کا آیا ہے جس کا جواب انہوں نے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ اسے ہم اسے شائع کرتے ہوئے امید کرتے ہیں۔ کہ استفسارات کرنے والے اصحاب کی اس سے تسلی ہو جائیگی ؛ (ایڈیٹر)

مجھے خانیوال ضلع ملتان سے ایک ہندو عرضی نویس صاحب کی طرف سے خط ملا ہے۔ جس میں انہوں نے کسی احمدی بھائی کا حوالہ دیتے ہوئے دریافت کیا ہے کہ کیا اس کا یہ کہنا۔ کہ سردار خزان سنگھ مسلمان ہو گیا ہے درست ہے۔ چونکہ ممکن ہے۔ دیگر مقامات کے ہندو اور سکھ اور خاص کر میرے وہ مذہبی سکھ بھائی جن سے میرا بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ بات معلوم کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ اس لئے میں اخبار کے ذریعہ جواب دیتا ہوں کہ میں ایک عرصہ کے غور و فکر اور سمجھنے سوچنے کے بعد جماعت احمدیہ کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر معہ اپنے بہت سے ساتھیوں کے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اور اس کے بعد بہت سے لوگوں کو قادیان میں لاکر مسلمان کرا چکا ہوں۔ اور اسی غرض کے لئے مختلف مقامات کا دورہ کر رہا ہوں۔ اس وقت کئی ایک سکھوں کے کیس اتروا دیئے گئے۔ اور نام بدل دیئے گئے ہیں میں نے اپنی لبیں شریعت اسلامی کے مطابق بنائی ہیں ؛

اس بات کا ذکر کرنے کے ساتھ ہی اپنے مذہبی سکھ بھائیوں کو بڑے پریم سے یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ جہاں جہاں بھی ہوں۔ ضرور اسلام کی شرن میں آجائیں اور جماعت احمدیہ میں داخل ہو جائیں۔ آج تک ہم لوگوں پر جس قدر ظلم و ستم کئے گئے ہیں۔ وہ ہم آئیندہ نہیں برداشت کر سکتے۔ ان سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو جائیں۔ جس میں ہر انسان کو اپنا بھائی اور اپنے جیسا سمجھا جاتا ہے۔ کسی قسم کی نفرت یا چھوت چھات نہیں کی جاتی۔ پرماتما نے ہماری بھلائی کے لئے یہ موقع پیدا کیا ہے۔ اگر اس سے ہم نے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو پھر امید نہیں کبھی ہم ذلت اور نفرت کے گڑھے سے نکل کر انسانیت کے درجہ میں آسکیں۔ پس میرے بھائیو! جلدی کرو اور حضرت مسیح موعود کی فوج میں بھرتی ہو جاؤ ؛

(خزان سنگھ بقلم خود)

اعلان

مرزا برکت علی صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت آجکل ضلع گورداسپور کی احمدیہ جماعتوں اور درسگاہوں اور مدارس کا معائنہ کر رہے ہیں۔ اسکے بعد ضلع ہوشیارپور میں جائینگے۔ احباب کو چاہیئے۔ انکے ساتھ سیکرٹریان و پورے طور پر تعاون سے کام لیں۔

(زین العابدین ناظر تعلیم و تربیت از قادیان)

وصیت نمبر ۲۱۱۴

میں محمد یار ولد چوہدری غلام حسین قوم بھٹی سکنہ چک ۹۸ شمالی ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت معہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ذی المال وہی جائداد منقولہ ہی ہے۔ جو ایک سو تیس روپیہ کی ہے۔

العبد:۔ چوہدری محمد یار احمدی سکنہ چک ۹۸ شمالی۔ (رموصی ہاضل)

گواہ شد:۔ محمد اسماعیل مدرس۔ مدرسہ احمدیہ قادیان

گواہ شد:۔ عبدالغفور۔ دار الفضل۔ قادیان ۲۲

وصیت نمبر ۲۱۱۶

میں حاکم بی بی اہلیہ شیر محمد احمدی سکنہ ڈیرہ نانک حال قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

زیور قیمت۔۔۔ ۱۷۲ حق مہر۔۔۔ ۳۰۰

کل جائداد۔۔۔ ۴۷۲

کل روپیہ کا ۱/۸ حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کر دونگی اگر کسی وجہ سے رقم حصہ وصیت کردہ ادا نہ کر سکوں۔ تو میرے ورثاء کو لازم ہوگا۔ کہ میری جائداد کا کل حصہ میری فوتیدگی پر ادا کر دیں۔ لہذا چند حروف بطور وصیت نامہ لکھ دیتی ہوں۔ کہ سند رہے۔ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

العبد:۔ نشان انگوٹھا۔ حاکم بی بی

گواہ شد:۔ عبداللہ حجام قادیان۔ بقلم خود

گواہ شد:۔ بقلم خود شیر محمد سکنہ ڈیرہ نانک ضلع گورداسپور

وصیت نمبر ۲۰۰۸

میں سلطان بی بی زوجہ مولوی قمر الدین مرحوم قوم راجپوت ساکن اٹاری ڈاک خانہ چونیاں تحصیل چونیاں ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔

(۳) میرے پاس اس وقت یکصد روپیہ نقد ہے۔ اس کا دسواں حصہ میں نے ادا کر دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ کچھ زمین ہے۔ جس کی آمدنی کی میں حقدار ہوں اس کا دسواں حصہ اور اگر کوئی اور آمدنی ہو۔ تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کرتی رہونگی۔ اور اگر میری زندگی میں یا مرنے کے بعد زمین سے کوئی حصہ مجھے مل جائے تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ فقط ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء

نشان انگوٹھا۔ موصیہ۔ سلطان بی بی

گواہ شد:۔ فرزند علی عفی عنہ ہیڈ اسسٹنٹ قلعہ میگزین فیروز پور

گواہ شد:۔ علی محمد عفی عنہ کلارک ملٹری اکونٹس فیروز پور

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل دایڈیٹر

مختصر خبریں

— لنڈن ۷ / جون - سر سنکرن نائر کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ انہیں ڈگری کی پانچ سو پونڈ کی رقم کے علاوہ بیس ہزار پونڈ یعنی تین لاکھ روپیہ خرچہ بھی دینا پڑیگا ۔

— لنڈن ۷ / جون - اخبار میل لکھتا ہے کہ جنرل ڈائر بستر مرگ پر ہے - اور اس قدر بیمار ہے - کہ اس کو اوڈوائر اور نائر کیس کا نتیجہ بھی نہیں سنا سکتے - وہ برسٹل کے قریب ایک دیہاتی مکان میں پڑا ہے ۔

— ٹوکیو ۷ / جون - وزارت جاپان نے استعفاء داخل کر دیا ہے ۔

— شملہ ۷ / جون - قرم کی مقامی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ خوست کی بغاوت ختم ہو گئی ہے - باغی لشکر منتشر ہو گیا ہے - البتہ ان کے سردار باقی ہیں - جو حکام سے بات چیت کر رہے ہیں - ماتون پر باغی قبضہ نہ کر سکے - اس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے - اور اب باغی ملانوں نے امیر کابل کے خلاف بہت سے اعتراضات واپس لے لئے ہیں - منگل قوم صلح کی طالب ہے - زدرانی بھی امن کی درخواست کر رہے ہیں - خیال ہے کہ آئندہ ایسی بغاوت نہ ہوگی ۔

— سر شادی لال رخصت پر لاہور سے انگلستان روانہ ہو گئے ہیں - ان کی بجائے سر ہنری سکاٹ سمتھ قائمقام چیف جسٹس کا کام کرینگے ۔

— ۷ / جون کو ڈپٹی کمشنر صاحب گجرات کی کوٹھی میں چوروں نے چوری کی - نقصان کا اندازہ پندرہ ہزار لگایا جاتا ہے ۔

— ٹوکیو ۷ / جون - لوگوں کی ایک جماعت نے جن میں امریکنوں کے خلاف غصہ پایا جاتا تھا - ایک بڑے ہوٹل پر حملہ کیا جہاں امریکن ناچ کر رہے تھے - ان کے جلسہ کو منتشر کر دیا گیا - اور ایسے ہینڈبل تقسیم کئے گئے - جن میں جاپان سے امریکنوں کے اخراج کا مطالبہ کیا گیا تھا - بعد ازاں مختلف جماعتوں نے ان سنماؤں کو بند کرا دیا - جہاں کہ امریکن نقل دکھائی جاتی تھی - پولیس نے کوئی مداخلت نہ کی ۔

— پٹنہ ۷ / جون - ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ کی رپورٹ مظہر ہے - کہ گذشتہ ہفتہ میں ۲۰۲ جانیں ہیضہ کی نذر ہوئیں ۔

— مسلمانان امرتسر کے ایک عام جلسہ میں جو مسجد خیر الدین میں کیا گیا - سید بڈھے شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کو مار پیٹ کی گئی - اس جلسہ میں دیگر مسلمان لیڈروں کے علاوہ ڈاکٹر کچلو بھی موجود تھے شاہ صاحب کا قصور یہ تھا کہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جس جگہ کا جھگڑا تھا - وہ مسلمانوں کو دلانا چاہتے تھے - افسوس اس تہذیب و شرافت پر ۔

— امرتسر ۹ / جون - انجمن اسلامیہ امرتسر نے ڈاکٹر کچلو کی تحریک پر فیصلہ کیا ہے - کہ سید بڈھے شاہ آنریری مجسٹریٹ کو انجمن کی ممبری سے ہٹا دیا جائے ۔

— مدراس ۹ / جون - ساحل مدراس کے مقامات ٹوٹی کورن اور تیرو چندور میں پانی کی تہ میں موتیوں کے ذخیرے معلوم ہوئے تھے - ان کی سرکاری طور پر تحقیقات کی گئی - تو معلوم ہوا کہ موتی تو ہیں لیکن ابھی کچے ہیں - مدراس کے تازہ اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی پرورش خوب ہو رہی ہے - اور جلد یہاں سے موتی نکلا کرینگے ۔

— ضلع لاہور اور راولپنڈی لائل پور میں دس سیر گندم کا نرخ ہے - اور فیروزپور پونے گیارہ انبالہ ۱۱ سیر فی روپیہ ۔

— ٹوکیو ۹ / جون - امریکہ کے قانون اخراج کے خلاف بطور پروٹسٹ جس جاپانی نے امریکن سفارت خانہ کے قریب خودکشی کی تھی - اس کے جنازہ پر ہزاروں آدمی جمع تھے - تمام کارروائی امن و امان سے ہوئی ۔

— دہلی ۹ / جون - کچھ عرصہ سے دہلی میں ملاوٹ والا گھی کثرت سے فروخت ہو رہا تھا - ہفتہ کے روز میونسپل افسران نے بعض بڑے بڑے سوداگران گھی کے گوداموں کی تلاشی لی - چار ہندو سوداگروں کے گوداموں میں سے ڈیڑھ سو سے زیادہ کنستر گھی کے پکڑے گئے جنمیں جانوروں کی چربی بکثرت ملی ہوئی تھی - میونسپلٹی ان سوداگروں کے خلاف فوجداری مقدمات دائر کرنے کی تجویز کر رہی ہے ۔

— کوبے ۵ / جون - امریکن قانون مانع نقل وطن کے خلاف بطور احتجاج دو اور جاپانیوں نے خودکشی کر لی ۔

— جریدہ ویسٹ منسٹر گزٹ نے مقدمہ ڈائر کے فیصلہ پر سختی سے اعتراض کیا ہے - اور جسٹس میکارڈی کو ادب و اخلاق سے معرا بتایا ہے - ڈیلی نیوز کو اس فیصلہ پر حیرت و افسوس ہے ۔

— شملہ ۷ / جون - ملک معظم کی سالگرہ کے دن وائسرائے صاحب نے اسمبلی کے غیر سرکاری ممبران کو ایک تقریب میں شریک ہونے کی دعوت دی - جس میں یہ شرط لگائی کہ جو ہندوستانی مغربی پوشاک پہنتے ہوں - وہ کورٹ ڈریس میں آئیں - اور جو ہندوستانی پوشاک پہنتے ہوں وہ ہندوستانی پوشاک میں آئیں - لیکن دھوتی پہن کر کوئی نہ آئے - اس پر سوراجسٹ ممبروں نے برا منایا ۔

— سوامی شردھانند نے دہلی میں لیکچر دیتے ہوئے مسٹر گاندھی کے اس بیان کے متعلق جو انہوں نے آریوں کے خلاف دیا ہے - کہا کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ مہاتما گاندھی کے بیان کے جواب میں میں کوئی اپنا بیان شائع کروں - میں اس کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا - مہاتما جی کے بیان میں اس کا کھنڈن موجود ہے - وہ متضاد باتوں سے بھرا پڑا ہے - اور ان کے لیکھ کا کارن بھی اس میں ہی موجود ہے مہاتما جی کے بیان سے آریہ سماج کا کچھ نہیں بگڑ سکتا - صرف اتنا ضروری ہے کہ آپ لوگ اپنے آچرنوں کو اتم بنا کر دیپک بنیں - تا کہ آپ سے دوسرے دیپک جلائے جا سکیں اگر آپ اس قابل بن جائینگے - تو مہاتما جی یا کسی اور کے حملوں سے آریہ سماج کا کام بند نہیں ہو سکتا ۔

— شملہ ۹ / جون - عنقریب شملہ میں ایگزلری اور ٹریٹوریل فورس کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوگا - اور پروگرام کا فیصلہ کیا جائیگا اس کمیٹی کی صدارت کے فرائض جرنیل سر جان شی ادا کرینگے - اس کمیٹی کی کارروائی میں پریس کو شمولیت کی اجازت نہیں ہوگی ۔

— دہلی ۱۰ / جون - محل پھاٹک حبش خان کے نزدیک دہلی کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا - دو آدمی زخمی ہو گئے ۔

(بہ اہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)